بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

علم الرجال کی روشنی میں

حدیثِ مباہلہ کی تحقیق

تالیف

مناظرِ اسلام علامہ غلام حسین نقشبندی امینی
فاضل جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد
03007650062

تقدیم

سر دست عرضداشت یہ ہے کہ اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو من جانب اللہ بہت عزت وعظمت حاصل ہے اسی لیے ان کی ذواتِ مقدسات بناوٹی شان ومنزلت سے بہت اونچی ہیں.

عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب اہل نجران (کے متعدد عیسائی پادری) بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم میں حاضر ہوئے اور آیت مباہلہ نازل ہوئی تو رسول اکرم ﷺ حضرت علی مرتضیٰؓ اور سیدہ خاتونِ جنّتؓ اور حسنین کریمینؓ کو ساتھ لے کر میدانِ مباہلہ میں نکلے۔

اس واقعہ کو بنیاد بنا کر جہاں اہلبیتِ عباؑ کی شان میں غلو کیا جاتا ہے وہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی باقی شہزادیوں اور باقی دامادوں کو لے کر لایعنی اعتراضات کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے (جن کے جوابات علماء اہلسنت بارہا دے چکے) اور پھر انہی روایات کی بنیاد پر مولا علیؓ کو "نفسِ رسول" قرار دے کر جو طوفانِ بدتمیزی برپا کیا جاتا ہے کسی سے مخفی نہیں ماضی قریب میں آپ الیکٹرانک میڈیا پر اس کی مثال ملاحظہ فرما چکے حالانکہ "نفسِ رسول" سراسر ایک مفروضہ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں (کماسیأتی)

آج ہم یکے بعد دیگرے ان روایات کی اسنادی حیثیت واضح کریں گے جن روایات کی بنیاد پر اس سارے فلسفے کو عام کیا گیا تاکہ واضح ہو جائے کہ اس کو جس قدر شدت سے بیان کیا جاتا ہے اس کی بنیاد اتنی ہی کھوکھلی اور بے جان ہے۔

اس سلسلہ میں ہم پہلے پہل مرفوع روایات کی اسناد پر کلام کریں گے بعد ازاں مرسل روایات زیر بحث آئیں گی۔

سب سے پہلے "ابو نعیم اصفہانی" کی "دلائل النبوۃ" کی روایت ملاحظہ ہو،

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ الْمَكِّيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْغَلَابِيُّ قَالَا: ثنا بِشْرُ بْنُ مِهْرَانَ الْخَصَّافُ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ،

عَنْ جَابِرٍ :...........قَالَ جَابِرٌ: فَدَعَاهُمَا إِلَى الْمُلَاعَنَةِ فَوَاعَدَاهُ عَلَى أَنْ يُغَادِيَاهُ بِالْغَدَاةِ فَغَدَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِمَا........قَالَ الشَّعْبِيُّ: قَالَ جَابِرٌ: {وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ} [آل عمران: 61] رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيٌّ، وَ {أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} [آل عمران: 61] الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، {وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ} [آل عمران: 61] فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ

دلائل النبوۃ لأبی نعیم الاصبہانی ۳۵۳/۱ رقم الحدیث ۲۴۴، دار النفائس، بیروت۔

اس کی سند میں ایک راوی "محمد بن زکریا الغلابي" وضّاع ہے لیکن اس کی متابعت ثقہ راوی "أحمد بن داود المكي" نے کر رکھی ہے لہذا یہاں کوئی خرابی نہیں ہے البتہ ان دونوں کا شیخ "بشر بن مهران الخصاف" نامی راوی "متروک الحدیث" ہے "امام ابو حاتم الرازی" نے اسے متروک قرار دیا ہے

قال ابن أبي حاتم: ترك أبي حديثه

كتاب الجرح والتعديل لابن أبي حاتم ۳۷۹/۲ رقم ۱۲۷۰، العلمية، بيروت

علامہ نور الدین ھیثمی کہتے ہیں!

بشر بن مهران وهو متروك

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۲۲۴/۴، مقدسی، بیروت

دوسرا راوی "محمد بن دينار بن صندل الطاحي" ہے جس کے متعلق خود محدثین بھی ششدر ہیں کہیں اس کی تعدیل کرتے ہیں کہیں تضعیف، ابن معین سے اس کی تعدیل بھی مروی ہے تضعیف بھی اسی طرح ابن حبان نے اسے ثقات میں بھی شمار کیا ہے اور مجروحین میں بھی درج کیا ہے امام نسائی بھی کہیں "ليس به بأس" کہتے ہیں کہیں بنا روایت کے "ضعیف۔"

اس کے علاوہ امام دار قطنی تو صاف الفاظ میں اسے "متروک الحدیث" قرار دیتے ہیں۔

سؤالات أبي بكر البرقاني ۱۲۴ رقم ۴۲۹، الفاروق الحديثة، القاهرة

اسی طرح امام عقیلی بھی اسے "وہمی" قرار دیتے ہیں۔

الضعفاء الكبير للعقيلي ۶۳/۴ رقم ۱۶۱۶، العلمية، بيروت

مزید دیکھیے!

تهذيب التهذيب ۱۵۵/۹، دار الكتاب الاسلامي، القاهرة

حافظ ذہبی نے اسے "المغني في الضعفاء" میں اور "ديوان الضعفاء" میں درج کیا ہے۔

لہٰذا ایسی سخت ضعیف روایات کو بنیاد بنا کر اہلبیتِ عباؑ کی شان میں غلو کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادیوں کا انکار کرنا اور باقی دامادوں کی شان میں ہرزہ سرائی کرنا اور مولا علیؓ کو "نفسِ رسول" کی آڑ میں دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم سے افضل قرار دینا (نعوذباللہ) ہرگز ہرگز درست نہیں۔

اس سلسلے میں جس دوسری روایت کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے وہ "امام بیہقی" کی سند سے کچھ یوں ہے:

أَخْبَرَنَا أَبو عَبْدِ الله الحافظ، وَأَبو سَعِيد مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بن الْفَضْل، قَالَا: حَدَّثَنا أَبو الْعَبَّاس مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ سَلَمَةَ بن عَبْدِ يَشُوعَ، عَنْ أَبِيه، عَنْ جَدِّه، قَالَ يُونُسُ وَكَانَ نَصْرَانِيًا فَأَسْلَم: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى الله عليه وسلم كَتَبَ إِلَى أَهْلِ نَجْرَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْه «طس [(9)] «سُلَيْمَانَ بِسْمِ إِلَهِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم إِلَى أُسْقُفِّ نَجْرَانَ، وَأَهْلِ نَجْرَانَ...............فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلم الْغَدَ بَعْدَ مَا أَخْبَرَهُمُ الْخَبَرَ أَقْبَلَ مُشْتَمِلًا عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فِي خَمِيلٍ لَه وَفَاطِمَةُ تَمْشِي عِنْدَ ظَهْرِهِ لِلْمُلَاعَنَة

دلائل النبوة للبیہقی ۳۸۵/۵، دار الكتب العلمية، بيروت

اس کی سند میں "سلمۃ بن عبد یشوع" سے لے کر اس کا باپ اس کا دادا اور "یونس"

نامی نصرانی جس کے بعد میں مسلمان ہونے کی خبر دی جارہی ہے یہ سب اشخاص "مجہول الحال" بلکہ "مجہول العین" ہیں لہذا یہ روایت بھی قابل استدلال نہیں۔

اہم بات یہ کہ اس روایت میں "مولا مرتضیٰ" کے ساتھ جانے کا کوئی ذکر موجود نہیں لہذا یہ روایت تو خود روافض اور نیم روافض کو بھی قبول نہیں ہوگی چہ جائیکہ عامۃ المسلمین اسے قبول کریں۔

اس سلسلہ میں جو تیسری روایت پیش کی جاتی ہے وہ بھی "ابو نعیم اصفہانی کی دلائل النبوۃ" سے پیش کی جاتی ہے، ہم اس کی اسنادی حیثیت بھی آپ حضرات پر واضح کیے دیتے ہیں۔

حَدَّثَنا إِبْراهِيمُ بْنُ أَحْمَدَ ثنا أَحْمَدُ بْنُ فَرجٍ قَالَ: ثنا أَبو عُمَرَ الدُّورِيُّ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بن السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَن ابْن عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.........وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِنَفَرٍ مِنْ أَهْلِهِ فَجَاءَ عَبْدُ الْمَسِيحِ بِابْنِهِ وَابْنِ أَخِيهِ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ أَنا دَعَوْتُ فَأَمِنُوا أَنْتُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُلَاعِنُوهُ وَصَالَحُوهُ عَلَى الْجِزْيَةِ

دلائل النبوۃ لأبی نعیم الاصفہانی ۳۵۴/۱ رقم ۲۴۵، دار النفائس، بیروت

اس کے رواۃ کا حال یہ ہے کہ اس کی سند میں پہلا راوی "إبراهيم بن أحمد

البزوري" ضعیف ہے۔

أبوالفتح محمد بن أبي الفوارس کہتے ہیں:

لم يكن محمودا في الرواية، وكان فيه غفلة وتساهل

تاریخ بغداد ١٦٠١٧/٦ رقم ٣٠٣٦، العلمية، بيروت

لسان الميزان ٢٢٣/١ رقم ٤١، دار البشائر، بيروت

اس کے بعد اس سند میں ایک اور راوی "أحمد بن الفرج الكندي" ہے جو کہ "مختلف فیہ" ہے۔

أبو أحمد بن عدي الجرجاني کہتے ہیں!

احتمله الناس مع ضعفه، ورووا عنه، وهو ليس ممن يحتج بحديثه أو يتدين به إلا أنه يكتب حديثه

الكامل في ضعفاء الرجال ١٩٣/١، الفكر، بيروت

أبوهاشم زياد بن أيوب الطوسي کہتے ہیں!

أصحابنا يقولون أنه كذاب فلم نسمع منه شيئا

تاريخ بغداد ٣٤١/٤ رقم ٢١٦٨، دار الكتب العلمية، بيروت

محمد بن عوف الطائي کہتے ہیں!

كذاب، ومرة: أكذب خلق الله، ومرة: أشهد عليه بالله أنه كذاب

لسان الميزان ٥٧٦/١ رقم ٧٠٦، دار البشائر، بيروت

أحمد بن عمیر ابن جوصا الدمشقي بھی اس کو "ضعیف" قرار دیتے ہیں۔

تهذيب التهذيب ١/٦٨ رقم ١١٨، دار الكتاب، القاهرة

حافظ ذہبی کہتے ہیں،

والقول فيه ما قاله إبن عَدي ، فيروي له مع ضعفه

سير أعلام النبلاء ١٢/٥٨٦، الرسالة، بيروت

اسی طرح ایک راوی ہے "محمد بن مروان السدي الصغير" یہ سخت ضعیف ہے۔

امام أبو حاتم الرازي کہتے ہیں!

ليس بثقة ، هو ذاهب الحديث متروك الحديث لا يكتب حديثه البتة

الجرح والتعديل ٨/٨٦ رقم ٣٦٤، العلمية، بيروت

جرير بن عبد الحميد الضبي کہتے ہیں!

محمد بن مروان كذاب

الجرح والتعديل ٨/٨٦ رقم ٣٦٤، دار الكتب العلمية، بيروت

امام نسائی کہتے ہیں!

محمد بن مروان الكوفي ، يروي عن الكلبي ، متروك الحديث

الضعفاء والمتروكين صفحه ٢١٩، رقم ٥٦٥، مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت

ابو اسحاق الجوزجاني کہتے ہیں:

محمد بن مروان السدي . ذاهب

أحوال الرجال صفحه ٥٨ رقم ٥٠، الرسالة، بيروت

امام بخاری کہتے ہیں:

لا يكتب حديثه البتة

الضعفاء الصغیر صفحہ ۱۱۰ رقم ۳۳۰، المعرفة، بیروت

امام یعقوب بن سفیان الفسوی کہتے ہیں:

ضعيف غير ثقة

المعرفة والتاریخ ۱۸۷/۳، مكتبة الدار، المدينة المنورة

صالح بن محمد جزرة کہتے ہیں:

كان ضعيفاً وكان يضع الحديث أيضاً

تاریخ بغداد مدینة السلام ۳۷۰/۳، دار الغرب الاسلامی، بیروت

امام ابن عدی کہتے ہیں:

وعامة ما يرويه غير محفوظة

الكامل فی ضعفاء الرجال ۲۲۶۷/۶، الفکر، بیروت

امام ابن حبّان کہتے ہیں:

كان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات ، لا تحل كتابة حديثه الا على سبيل الاعتبار ولا الاحتجاج به حال من الأحوال

كتاب المجروحين ۲۹۸/۲ رقم ۹۷۹، دار الصميعی، جدّة

حافظ ذہبی کہتے ہیں،

تركوه ، واتهمه بعضهم بالكذب ، وهو صاحب الكلبي

میزان الاعتدال ۳۲/۴ رقم ۸۱۵۴، المعرفۃ، بیروت

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں،

متهم بالكذب

تقریب التہذیب ۷۱۴/۲ رقم ۶۲۸۴، رشیدیہ، کوئٹہ

اس روایت کا چوتھا راوی "محمد بن السائب الكلبي" ہے جو کہ "رافضی" اور "کذاب" ہے۔

امام ابو نعیم اصفہانی کہتے ہیں،

عن أبي صالح أحاديثه موضوعة

کتاب الضعفاء لأبی نعیم ۱۲۷ رقم ۲۱۰، دار القلم، دمشق

اور اس سند میں "محمد بن سائب کلبی" ابو صالح ہی سے روایت کر رہا ہے۔

اسی طرح امام بخاری اپنی سند سے "کلبی" کا اپنا قول نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے۔

قال لي أبو صالح : كل شيء حدثتك فهو كذب

الضعفاء الصغیر ۱۰۶ رقم ۳۲۲، المعرفۃ، بیروت

امام ابن حبان کہتے ہیں،

وَكَانَ الْكَلْبِيّ سبئيا من أَصْحَاب عَبْد اللَّهِ بْن سبأ من أُولَئِكَ الَّذين يَقُولُونَ إن عليا لم يمت وَإِنَّهُ رَاجع إِلَى الدُّنْيَا قبل قيام السَّاعَة......

أخبرنَا أَحْمد بن زُهَيْر قَالَ حَدثنَا الْحُسَيْن بن يحيى الْأَزْدِيّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّل عَن أبي عوَانَة قَالَ

سَمِعت الْكَلْبِيّ يَقُول كَانَ جِبْرِيل يملي الْوَحْي على النَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم الْخَلَاء جعل يملي على عَلِيّ, لَيْث بن أبي سليم يَقُول بِالْكُوفَةِ كذابان الْكَلْبِيّ وَذكر آخر مَعَه,أَحْمد بن هَارُون يَقُول سَأَلت أَحْمد بن حَنْبَل عَن تَفْسِير الْكَلْبِيّ فَقَالَ كذب قلت يحل النّظر فِيهِ قَالَ لَا

کتاب المجروحین ۲۶۲/ ۲رقم ۹۲۷، دار الصمیعی، جدۃ

، امام ابو اسحاق جوزجانی کہتے ہیں ۔

كذاب ساقط

حدثت عن المعتمر بن سليمان عن أبيه قال كان بالكوفة كذابان فمات أحدهما السدي والكلبي،

حدثت عن علي بن الحسين بن واقد حدثني أبي قال قدمت الكوفة ومنيتي لقي السدي فأتيته فسألته عن تفسير سبعين آية من كتاب الله تعالى فحدثني بها فلم أقم من مجلسي حتى سمعته يشتم أبا بكر وعمر رضي الله عنهما فلم أعد إليه وأما الكلبي فالأمر فيه أطم وأعظم

أحوال الرجال ۵۴ رقم ۳۷، الرسالۃ، بیروت

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں،

متهم بالكذب ، ورمي بالرّفض

تقریب التہذیب ۶۷۴/۲ رقم ۵۹۰۱، رشیدیہ، کوئٹہ

حافظ ذہبی کہتے ہیں،

لا يحل ذكره في الكتب ، فكيف الاحتجاج به

میزان الاعتدال ۵۵۹/۳ رقم ۷۵۷۴، المعرفۃ، بیروت

اسی طرح پانچواں راوی "ابو صالح باذام" بھی "ضعیف و مدلس" راوی ہے اور اس سند میں اس کا "عنعنه" بھی موجود ہے۔لہذا یہ روایت بھی کسی طرح قابل استدلال نہیں۔

اس سلسلہ میں جو چوتھی روایت پیش کی جاتی ہے وہ درج ذیل ہے !

حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عِيسَى، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَزْهَرِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ وَفْدَ نَجْرَانَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: مَا تَقُولُ فِي عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ؟ فَقَالَ: «هُوَ رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ وَعَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ» قَالُوا لَهُ: هَلْ لَكَ أَنْ نُلَاعِنَكَ أَنَّهُ لَيْسَ كَذَلِكَ؟ قَالَ: «وَذَاكَ أَحَبُّ إِلَيْكُمْ؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «فَإِذَا شِئْتُمْ» فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمَعَ وَلَدَهُ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَالَ رَئِيسُهُمْ: لَا تُلَاعِنُوا هَذَا الرَّجُلَ فَوَاللَّهِ لَئِنْ لَاعَنْتُمُوهُ لَيُخْسَفَنَّ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنِ. فَجَاءُوا فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّمَا أَرَادَ أَنْ يُلَاعِنَكَ سُفَهَاؤُنَا وَإِنَّا نُحِبُّ أَنْ تُعْفِيَنَا قَالَ: «قَدْ أَعْفَيْتُكُمْ» ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الْعَذَابَ قَدْ أَظَلَّ نَجْرَانَ «

حافظ حاکم کہتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

حافظ ذہبی "تلخیص" میں کہتے ہیں:

على شرط مسلم

المستدرك على الصحيحين للحاكم ٦٣٩/٢ رقم الحديث ٤١٥٧، العلمية، بيروت

حالانکہ اس کی سند میں موجود راوی "**أحمد بن محمد الأزهري**" ضعیف الحدیث ہے۔

خود حافظ ذہبی کہتے ہیں:

الإمام الحافظ..........لكنه واهٍ

سير أعلام النبلاء ٢٩٦/١٣، الرسالة، بيروت

امام ابن عدی کہتے ہیں:

كان بنيسابور ، حدث بمناكير

الكامل في ضعفاء الرجال ٢٠٥/١، الفكر، بيروت

امام دار قطنی کہتے ہیں:

قال السلمي: سألت الدارقطني عن الأزهري، فقال: ابن حريث سجستاني، منكر الحديث هو أحمد بن محمد بن الأزهر

سؤالات السلمي للدارقطني ص ١٢٨ رقم ٦٥، مكتبة الملك فهد، الرياض

ميزان الاعتدال ١٣١/١، دار المعرفة، بيروت

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر امام دار قطنی کہتے ہیں:

الأزهريُّ ضعيف الحديث

لسان المیزان ۵۸۹/۱ رقم ۷۳۰، دار البشائر، بیروت

امام ابن حبّان کہتے ہیں،

كَانَ مِمَّن يتعاطى حفظ الْحَدِيث ويجزى مَعَ أهل الصِّنَاعَة فِيهِ ولايكاد يذكر لَهُ بَاب إِلَّا وَأغْرب فِيهِ عَن الثِّقَات وَيَأْتِي فِيهِ عَن الْأَثْبَات بِمَا لَا يُتَابع عَلَيْهِ ذاكرته بأَشْيَاء كَثِيرَة فأغرب عَلِي فِيهَا فِي أَحَادِيث الثِّقَات فطالبته عَلَى الانبساط فَأخْرج إِلَي أُصُول أَحَادِيث

کتاب المجروحین ۱۸۰/۱ رقم ۹۳، دار الصمیعی، الریاض

امام ابن جوزی کہتے ہیں،

وَذكر ابْن حبَان أَنه جرّب عَلَيْهِ الْكَذِب

الضعفاء والمتروکین ۸۴/۱ رقم ۲۲۷، العلمیۃ، بیروت

لہذا اس کو "علی شرط مسلم" کہنا حافظ ذہبی کا "تسامح" ہے اور بقیہ روایات کی طرح یہ بھی سخت ضعیف ہے لہذا اس سے بھی استدلال درست نہیں۔

لطیفہ:-

اس میں صرف حسنین کریمینؓ کے ساتھ جانے کا ذکر ہے نہ سیدہ خاتونِ جنتؓ کا ذکر ہے اور نہ ہی حضرت شیر خداؓ کا ذکر ہے لہذا یہ روایت تو قائلین کو بھی قبول نہیں چہ جائیکہ اسے قبولیتِ عامّہ حاصل ہو (فافہم)

اس سلسلہ میں "مرفوع" روایات (ہماری تحقیق میں) یہی چار ہیں جن کو ہم پیچھے بیان کر آئے اس کے علاوہ کچھ مرسل و منقطع روایات سے بھی استدلال کیا جاتا ہے سو ہم ان کی اسنادی حیثیت بھی پیشِ خدمت کرتے ہیں۔

مرسل روایات میں سب سے مضبوط روایت درج ذیل ہے۔

جَرِيرٌ , عَنْ مُغِيرَةَ , عَنِ الشَّعْبِيِّ , قَالَ: لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُلَاعِنَ أَهْلَ نَجْرَانَ قَبِلُوا الْجِزْيَةَ أَنْ يُعْطُوهَا , فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ أَتَانِي الْبَشِيرُ بِهَلَكَةِ أَهْلِ نَجْرَانَ لَوْ تَمُّوا عَلَى الْمُلَاعَنَةِ حَتَّى الطَّيْرِ عَلَى الشَّجَرِ أَوِ الْعُصْفُورِ عَلَى الشَّجَرِ , وَلَمَّا غَدَا إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ , وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي خَلْفَهُ

المصنف لابن أبي شيبة ١٨٩ / ١٢ رقم الحديث ٣٨٠٣٠، الفاروق الحديثة، القاهرة

تفسیر الطبری ٤٦٩ / ٥، دار هجر

اس کی سند میں پہلا راوی "جرير بن عبد الحميد الضبي" ہے جو کہ ہے تو "ثقہ" البتہ اس کے متعلق "ثقه ثبت امام قتيبة بن سعيد" کہتے ہیں:

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ الْحَافِظُ الْمُقَدَّمُ لَكِنِّي سَمِعْتُهُ يَشْتِمُ مُعَاوِيَةَ عَلَانِيَةً

كتاب الإرشاد في معرفة علماء الحديث للخليلي ٥٦٨ / ٢، الرشد، الرياض

جریر بن عبد الحمید کی "متابعت" موجود ہے،

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَبِيبٍ، ثنا أَبُو دَاوُدَ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ

الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ {فَقُلْ تعالَوْا نَدْعُ أَبناءَنا وَأَبْناءَكُمْ} [آل عمران: 61] أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ ثُمَّ انْطَلَقَ،

تفسیرابن أبی حاتم الرازی ۲۲۸/ ۳رقم ۶۷۸، دارابن الجوزی، بیروت

پھر اس سند میں دوسرا راوی "مغيرة بن مقسم الضبي" ہے جو کہ تیسرے طبقہ کا "مدلّس" ہے اور یہاں اس کا "عنعنہ" موجود ہے لہذا سماع کی تصریح کے بغیر اس کی روایت "ضعیف" ہے۔

پھر آخری راویِ "امام شعبي" ہیں جو کہ "تابعی" ہیں اور وہ اسے مرسلاً بیان کرِ رہے ہیں۔ لہذا ان وجوہ کی بنا پر یہ "ضعیف مرسل و منقطع" روایت بھی قابلِ استدلال نہیں۔

لطیفہ:-

یہاں بھی پہلی روایت (مصنف ابن ابی شیبہ اور تفسیر طبری) میں حضرت علیؓ کے ساتھ جانے کا کوئی ذکر موجود نہیں صرف سیدہ خاتونِ جنتؓ اور شہزادوںؓ کا ذکر پاک ہے، اور دوسری روایت (تفسیر ابن ابی حاتم والی) میں صرف شہزادوںؓ کے جانے کا ذکر ہے سیدہ پاکؓ اور مولائے کائناتؓ کے جانے کا کوئی تذکرہ نہیں لہذا ان روایات کو دلیل بنانے والے خود ہی اپنی اداؤں پر غور فرمائیں۔

اس متعلق جو چھٹی روایت ہے وہ درج ذیل ہے:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: ثنا الْمُنْذِرُ بْنُ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: ثنا عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ الْيَشْكُرِيُّ، قَالَ: " لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ} [آل عمران: 61] الْآيَةَ، أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَابْنَيْهِمَا الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، وَدَعَا الْيَهُودَ لِيُلَاعِنَهُمْ فَقَالَ شَابٌّ مِنَ الْيَهُودِ: وَيْحَكُمْ أَلَيْسَ عَهْدُكُمْ بِالْأَمْسِ إِخْوَانُكُمُ الَّذِينَ مُسِخُوا قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ؟ لَا تُلَاعِنُوا، فَانْتَهَوْا"

جامع البیان عن تأویل آی القرآن (تفسیر الطبری) ۴۷۳/۵، دار ھجر

اس کی سند میں پہلا راوی "محمد بن سنان القزاز" ہے جس کے متعلق

حافظ ذھبی کہتے ہیں!

کذبه أبوداود و ابن خراش

دیوان الضعفاء والمتروکین صفحہ ۳۵۵ رقم ۳۷۵۷، مکتبة النهضة الحديثة، مكة المكرمة

حافظ نورالدین ھیثمی کہتے ہیں!

وثقه الدارقطني ، وضعفه جماعة

اسی طرح حسین سلیم درانی کہتے ہیں!

ومحمد بن سنان القزاز : ضعيف

مجمع الزوائد ۵۸۳/۱۴ رقم ۱۱۷۲۲، المنہاج، جدۃ

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں!

ضعیف

تقریب التهذيب ٦٧٨/ ٢ رقم ٥٩٣٦، رشيدية، كوئٹہ

اور دوسرا یہ کہ "علباء بن أحمر اليشكري" تابعی ہیں اور وہ اس کو مرسلاً بیان کر رہے ہیں لہذا یہ اثر بھی "ضعیف مرسل و منقطع" ہے اس سے بھی استدلال درست نہیں۔

لطیفہ: اس روایت میں مباہلہ میں مد مقابل یہود بتائے گئے ہیں جیسا کہ متن سے واضح ہے حالانکہ یہ بات قطعی طور پہ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ مباہلہ کی دعوت نصاریٰ یعنی عیسائیوں کو تھی یہود کو نہیں اسی سے اس متن کی نکارت واضح ہو جاتی ہے۔

اس سلسلہ میں اگلی جس روایت کو ذکر کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: ثنا أَسْبَاطٌ، عَنِ السُّدِّيِّ: {فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ} [آل عمران: 61] الْآيَةَ، " فَأَخَذَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَفَاطِمَةَ، وَقَالَ لِعَلِيٍّ: اتْبَعْنَا

جامع البيان عن تأويل آي القرآن (تفسير الطبري) ٤٧١/٥، دار هجر

تفسير ابن أبي حاتم الرازي ٦٦٩/ ٢ رقم ٦٨٢، دار ابن الجوزي، بيروت

اس کی سند میں ایک راوی "أحمد بن المفضل القرشي" ہے جس کے متعلق محدثین کے اقوال پیشِ خدمت ہیں:

امام ابوحاتم رازی کہتے ہیں!

كان صدوقاً ، وكان من رؤساء الشيعة

الجرح والتعدیل ۷۷/ ۲ رقم ۱۶۴ ، العلمیة ، بیروت

امام ازدی کہتے ہیں!

منكر الحديث

میزان الاعتدال ۳۰۳/ ۱ رقم ۶۲۲ ، العلمیة ، بیروت

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں!

صدوق شيعيٌّ في حفظه شيءٌ

تقریب التهذیب ۵۱/ ۱ رقم ۱۰۹ ، رشیدیة ، کوئٹه

حافظ ذہبی کہتے ہیں!

أحمد بن المفضل , كوفي رافضي ،

المغنی فی الضعفاء ۹۵/ ۱ رقم ۴۶۶ ، العلمیة ، بیروت

اور محدثین کے قواعد میں سے ہے کہ رافضی کی روایت شانِ اہلبیتؓ میں قبول نہیں کی جائے گی۔ اسی طرح دوسرا راوی "أسباط بن نصر الهمداني" ہے یہ اگرچہ صحیحین کا راوی ہے مگر یہ بھی مختلف فیہ ہے۔

امام ابو نعیم ملائی اور امام احمد بن حنبل دونوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

الجرح والتعديل ٣٣٢/٢ رقم ١٢٦١، العلمية، بيروت

امام نسائی کہتے ہیں!

ليس بالقوي

تهذيب الكمال في أسماء الرجال ٣٥٩/٢ رقم ٣٢١، الرسالة، بيروت

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں!

صدوق كثير الخطاء يغرب

تقريب التهذيب ٧٥/١ رقم ٣٢١، رشيدية، كوئته

اسی طرح تیسرا راوی "إسماعيل بن عبد الرحمن السدي الكبير" ہے جو کہ "رافضی" ہے۔

امام ابو زرعہ دمشقی کہتے ہیں!

لين

امام یحی بن معین کہتے ہیں!

ضعيف

امام ابن ابی حاتم رازی کہتے ہیں!

يكتب حديثه ولا يحتج به

الجرح والتعديل ١٨٤/١ رقم ٦٢٥، العلمية، بيروت

امام ابو اسحاق جوزجاني کہتے ہیں!

السدي ، كذاب شتام

أحوال الرجال صفحہ ۴۸ رقم ۲۰، الرسالة، بيروت

معتمر بن سلیمان التیمي کہتے ہیں!

إن بالكوفة كذابين ، الكلبي والسدي

كتاب الضعفاء الكبير ۸۷/۱ رقم ۱۰۱، العلمية، بيروت

حسین بن واقد کہتے ہیں!

قَدِمْتُ الْكُوفَةَ فَأَتَيْتُ السُّدِّيَّ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ تَفْسِيرِ سَبْعِينَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَحَدَّثَنِي، فَلَمْ أَرِمْ مَجْلِسِي حَتَّى سَمِعْتُهُ يَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَلَمْ أَعُدْ إِلَيْهِ

كتاب معرفة علوم الحديث للحاكم ۳۱۴ رقم ۳۴۳، دار ابن حزم، بيروت

أحوال الرجال للجوزجاني ۵۳ رقم ۳۷، الرسالة، بيروت

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں!

صدوق يهم ورمي بالتشيع

تقريب التهذيب ۹۰/۱ رقم ۴۶۳، رشيدية، كوئٹہ

ابو جعفر عقیلی کہتے ہیں!

ضعيف، وكان يتناول الشيخين

ذخيرة العقبى في شرح المجتبى ۱۶/۱۶، دار آل بروم، مكة المكرمة

امام ابن ملقن کہتے ہیں!

فيه مقال ، قال أبو حاتم : لا يحتج به. وقال ابن معين : في حديثه ضعف،وقال ابن مهدي : ضعيف. وذمه الشعبي في التفسير. ورماه بعضهم بالكذب ، وبعضهم بالتشيع

البدر المنير ٩/١٩٥، دار الهجرة، الرياض

امام ابن جریر طبری کہتے ہیں!

لا يحتج بحديثه

تهذيب التهذيب ١/٣١٣ رقم ٧٧٥، دار الكتاب الإسلامي، القاهرة

سو ان وجوہات کی بناء پر یہ روایت بھی استدلال کے قابل نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں مزید جو مرسل و منقطع روایت کتب تفاسیر میں ملتی ہے وہ درج ذیل ہے:

حَدَّثَنَا الْأَحْمَسِيُّ، ثنا وَكِيعٌ، عَنْ مُبَارَكٍ، عَنِ الْحَسَنِ، فِي قَوْلِهِ: {تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ} [آل عمران: 61] قَرَأَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَدَعَاهُمَا إِلَى الْمُبَاهَلَةِ وَأَخَذَ بِيَدِ فَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اصْعَدِ الْجَبَلَ وَلَا تُبَاهِلْهُ فَإِنَّكَ إِنْ بَاهَلْتَهُ بُؤْتَ بِاللَّعْنِ

تفسير ابن أبي حاتم الرازي ٣/٦٦٧ رقم ٣٦١٧، مكتبة نزار، مكة المكرمة

اس کی سند میں موجود "مبارك بن فضالة القرشي" مدلس راوی ہے اور

موصوف "تدلیس تسویہ" کے مرتکب تھے۔

امام ابوزرعہ رازی کہتے ہیں!

یدّلس کثیراً ، فاذا قال حدثنا فهو ثقة

الجرح والتعدیل ۳۳۹/۸، رقم ۱۵۵۷، العلمیة، بیروت

امام ابوداود کہتے ہیں!

كان مبارك بن فضالة شديد التدليس ، اذا قال حدثنا فهو ثبت ، وكان مبارك يدلّس

سؤالات أبي عبيد الآجري ۲۸۱/۳ رقم ۳۹۶، جامعة الإسلامية، المدينة المنورة

امام بخاری کے نزدیک بھی یہ "مدلّس" ہے۔

التاریخ الکبیر ۲۷۹/۳ رقم ۹۵۲، العثمانیة، حیدر آباد دکن

امام احمد بن حنبل کہتے ہیں!

كان المبارك يدلس

کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ۲۲۵/۴ رقم ۱۸۱۶، العلمیة، بیروت

حافظ ذہبی کہتے ہیں!

وكان يدلّس

دیوان الضعفاء والمتروکین ۳۳۵ رقم ۳۵۳۰، مکتبة النهضة الحدیثة، مکة المکرمة

حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں!

صدوق يدلّس ويسوِّي

تقریب التہذیب ۲/۲۳۱ رقم ۶۴۶۴، رشیدیۃ، کوئٹہ

امام ابو اسحاق جوز جانی کہتے ہیں!

المبارك بن فضالة والربيع بن صبيح . يضّعف حديثهما ليسا من اهل الثبت

أحوال الرجال ۱۲۳ رقم ۲۰۳، الرسالۃ، بیروت

امام نسائی کہتے ہیں!

مبارك بن فضالة ، ضعيف

الضعفاء والمتروکین للنسائی ۲۲۹ رقم ۶۰۲، الثقافیۃ، بیروت

امام ذہبی کہتے ہیں!

ضعفه أحمد والنسائي..........وقال أبوداود و أبو حاتم : إذا قال حدثنا فهو ثقة

المغنی فی الضعفاء ۲/۲۴۳ رقم ۵۱۶۵، العلمیۃ، بیروت

امام دار قطنی کہتے ہیں!

لين ، كثير الخطاء بصري ، يعتبر به

سؤالات أبی بکر البرقانی ۱۲۳ رقم ۴۸۰، الفاروق الحدیثۃ، القاہرۃ

امام ابن جوزی کہتے ہیں!

كان يحيي بن سعيد لا يرضاه ، و ضعفه أحمد بن حنبل ، وقال لرجل سأله عن مباك : (دع مبارك) ، ولم يعبأ به ،وقال يحيي بن

معين والنسائي : ضعيف الحديث . وقال السعديّ : يضعف ، وقال أبو زرعة : يدلّس

الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۳۳/۳ رقم ۲۸۳۲، العلمیۃ، بیروت

لہذا "مبارك بن فضالة "مختلف فیہ اور بالاتفاق "مدلّس" راوی ہے لہذا اسماع کی تصریح کے بغیر اس کی روایت قابل التفات ہی نہیں اور اس سند میں موصوف کا "عنعنہ" موجود ہے لہذا اس روایت سے بھی استدلال نہیں ہو سکتا۔

اور پھر آخری راوی ہیں "حسن بن یسار البصري" تابعی خود یہ بھی مدلّس و مرسل ہیں اور اس روایت کو مرسلاً بیان کر رہے ہیں۔

سو ان وجوہات کی بناء پر یہ روایت بھی "ضعیف مرسل و منقطع" ٹھہری اس کو دلیل بنانا ہر گز درست نہیں۔

لطیفہ:-

اس روایت میں مولا مرتضیٰؓ کے ساتھ جانے کا کوئی ذکر موجود نہیں لہذا یہ روایت تو خود قائلین کے خلاف ہے۔ (فافہم)

اس سلسلہ میں نویں اور (ہماری تحقیق کے مطابق) آخری روایت جس کو نقل کیا گیا وہ پیشِ خدمت ہے:

حَدَّثَنا الْحَسَنُ بنُ يَحْيى، قالَ: أخْبَرَنا عَبْدُ الرَّزّاقِ، قالَ: أخْبَرَنا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتادَةَ، فِي قَوْلِهِ: {فَمَنْ حاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ ما جاءَكَ مِنَ العِلْمِ

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} [آل عمران: 61] قَالَ: " بَلَغَنَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لِيُلَاعِنَ أَهْلَ نَجْرَانَ، فَلَمَّا رَأَوْهُ خَرَجَ، هَابُوا وَفَرِقُوا، فَرَجَعُوا، قَالَ مَعْمَرٌ، قَالَ قَتَادَةُ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ نَجْرَانَ أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَقَالَ لِفَاطِمَةَ: «اتْبَعِينَا» ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ أَعْدَاءُ اللَّهِ رَجَعُوا

جامع البیان عن تأویل ای القرآن "تفسیر الطبری" ۴۷۲/۵، دار ہجر

اس کے تمام راوی اگرچہ ثقہ ہیں مگر آخری راوی "قتادة بن دماعة السدوسي" ہیں جو کہ مشہور مدلّس ہیں اور اس کو مرسلاً بیان کر رہے ہیں۔

کیونکہ واقعہ مباہلہ پیش آیا سن 9 ھجری میں اور موصوف پیدا ہی 61 ہجری میں ہوئے لہذا یہ روایت بھی "منقطع" ہے اور دلیل نہیں بن سکتی۔

لطیفہ:-

اس میں بھی مولا مرتضیٰؓ کے ساتھ جانے کا کوئی ذکر سرے سے موجود ہی نہیں لہذا اس کو دلیل تو قائلین بھی نہیں بنائیں گے۔

ہم نے اس حوالہ سے نو 9 (مرفوع و غیر مرفوع) روایات کی اسنادی حیثیت محدثین کے اصول کے مطابق مکمل دیانت داری کے ساتھ آپ حضرات کے سامنے پیش کر دی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن روایات میں سیدہ خاتونِ جنتؓ، مولا مرتضیٰؓ، اور حسنین کریمینؓ کا اکٹھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میدانِ مباہلہ میں

جانے کا ذکر ہے ان کے راوی "کذاب" اور "شیعہ رافضی" (صحابہ کرامؓ کو گالیاں دینے والے) اور سخت قسم کے "متروک" ہیں۔

اور جن روایات کے راوی "کذاب" اور "شیعہ رافضی" نہیں البتہ تدلیس وغیرہ کا ضعف ہے یا متن میں نکارت ہے تو ان روایات میں مذکور بالا شخصیات کے اکٹھے جانے کا کوئی ذکر نہیں،

یعنی ان میں سے اکثر روایات میں صرف حسنین کریمینؓ کے ساتھ جانے کا ذکر ہے کسی میں سیدہ خاتونِ جنتؓ کے جانے کا ذکر نہیں تو کسی میں مولا مرتضیٰؓ کے ساتھ جانے کا ذکر نہیں۔

لہذا یہ روایات ایک دوسرے کے لیے تقویت کا باعث بھی نہیں بن سکتیں کیونکہ متن میں واضح تضاد بھی موجود ہے علاوہ ازیں جب کسی چیز کے متعلق صحیح روایت موجود ہو تو "متعارض المتن" ضعیف روایات قابلِ التفات نہیں رہتیں۔

اس لیے یہاں "فضائل" کا بہانہ بنا کر ایسی جھوٹی اور سخت ضعیف روایات کو قبول نہیں کیا جا سکتا، اور یہ بھی دھیان رہے کہ کیا ان روایات کو صرف "فضائل" میں بیان کیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں!

ان روایات کو یوں بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے کہ جیسے "آیت مباہلہ" کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ بھی "قطعی" ہو، یہ کیسی فضیلت ہے کہ جس کی بنیاد موضوع و سخت ضعیف روایات پر ہونے کے باوجود اس واقعہ کا انکار کرنے والے کو "دشمن

اہلبیتؑ" قرار دیا جائے۔

لہذا معلوم ہوا عام طور پر اس بے بنیاد قصہ کو "محبت اہلبیتؑ" کا معیار سمجھا جاتا ہے تو گویا یہ صرف "فضائل" کی حد تک نہ رہا "عقیدہ" بن گیا سو اس لیے بھی اس تمام تر واقعہ کی تحقیق و تنقیح کو لازمی سمجھا گیا تا کہ معلوم ہو سکے کہ اس کی اسنادی حیثیت اس قابل نہیں کہ اس واقعہ کے انکار کو کفر گمراہی تو دور کم سے کم خطا ہی قرار دیا جائے۔

اس سلسلہ میں صحیح متصل روایات موجود ہیں۔

سب سے پہلے "عبد اللہ بن مسعودؓ" اور "حذیفہ بن یمانؓ" کی احادیث ملاحظہ فرمائیں!

حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ ، عَنْ حُذَيْفَةَ ، قَالَ : جَاءَ الْعَاقِبُ ، وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ أَنْ يُلَاعِنَاهُ ، قَالَ : فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ : لَا تَفْعَلْ ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ ، وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا ، قَالَا : إِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا، وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا ، فَقَالَ : لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ، فَاسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ : قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ ، فَلَمَّا قَامَ ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ

نجران کے دو سردار عاقب اور سید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے کے لیے آئے تھے لیکن ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ اللہ کی قسم! اگر یہ نبی ہوئے اور پھر بھی ہم نے ان سے مباہلہ کیا تو ہم پنپ نہیں سکتے اور نہ ہمارے بعد ہماری نسلیں رہ سکیں گی۔ پھر ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو کچھ آپ مانگیں ہم جزیہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امین بھیج دیجئے، جو بھی آدمی ہمارے ساتھ بھیجیں وہ امین ہونا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو امانت دار ہو گا بلکہ پورا پورا امانت دار ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے، آپ نے فرمایا کہ ابو عبیدہ بن الجراح! اٹھو۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ اس امت کے امین ہیں۔

1۔صحیح البخاری ۱۰۷۲ رقم ۴۳۸۰ "باب قصة اهل نجران"، دار ابن کثیر، دمشق

2۔المسند للإمام أحمد بن حنبل ۳۵/۷ رقم ۳۹۳۰، الرسالة، بیروت

۔السنن الکبریٰ للنسائی ۳۲۹/۷ رقم ۸۱۴۰، الرسالة، بیروت

۔المستدرك علی الصحیحین ۲۹۹/۳ رقم ۵۱۶۲، العلمیة، بیروت

س حدیثِ صحیح کے الفاظ پر غور کریں کہ نجران کے دو سردار آئے ان کے نام ں ساتھ ہی بیان کر دیے ایک کا نام "عاقب" دوسرے کا نام "سید" اور ان کی

پوزیشن بھی بتادی کہ یہ اہل نجران کے سردار تھے۔

اب قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ اگر یہ لوگ "آیتِ مباہلہ" کے نزول کے بعد آئے تھے تو جہاں ان کے نام اور ان کا مقام ذکر کر دیا گیا وہاں ان کے اہل وعیال کے ساتھ آنے کا ذکر بھی ہونا چاہیے تھا جو کہ "آیتِ مباہلہ" میں شرط تھی عورتیں اور بچیں بھی ساتھ لانے ہیں،

مگر اس حدیثِ صحیح میں صرف دو اشخاص کا نام ومقام سمیت تذکرہ ہے یعنی یہ بات صاف اور واضح ہے کہ یہ لوگ "آیتِ مباہلہ" کے نزول سے پہلے آئے تھے اور مباہلہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن جب "آیتِ مباہلہ" نازل ہوئی تو قرآن کے نزول سے ہی ان کی عقل ٹھکانے آگئی اور انہوں نے وہیں ایک دوسرے سے مشورہ کر کے مباہلہ کرنے سے جان چھڑوالی اور جزیہ دینا قبول کرلیا۔

یعنی عورتیں بچے لے کر میدان میں نکلنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی ان عیسائی سرداروں نے پہلے ہی شکستِ فاش کا اعلان کر دیا، اسی طرح صحیح مسلم کی یہ حدیث جس میں ہے کہ

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيد، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّاد - وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ - قَالَا: حَدَّثَنَا حَاتِم وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ - عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:..........وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ} [آل عمران: 61] دَعَا

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ:
«اللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلِي

صحیح مسلم ۱۰۵۹ رقم ۶۲۲۰، دار السلام، الریاض

اس کی سند میں موجود راوی "بكير بن مسمار القرشي" پر اگرچہ امام بخاری جیسے محدّث کا کلام ہے مگر اس حدیث سے بھی ہمارا مدعا ہی ثابت ہوتا ہے کہ میدان میں نکلنے وغیرہ کی جو کہانی آپ پچھلی روایات میں پڑھ آئے ایسی کوئی بات نہیں۔

البتہ اس آیت کے نزول پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان حضراتؓ کو بلانا اور "ابناء ناو ابناء کم" کے تحت ان کے متعلق دعائیہ جملہ کہ اے اللہ یہ (بھی) میرے اہلبیت ہیں فقط یہ ثابت ہوتا ہے۔

اتنی بات تو ویسے بھی کسی روایت کی محتاج نہیں کیونکہ جب واضح حکم دیا گیا کہ اپنی عورتیں اور اپنے بچے لے کر آؤ تو جو بیٹی زندہ تھی اس بیٹی کو تیار کرنا ہی تھا اسی طرح بیٹے بھی اسی بیٹی کے تیار کرنے ہی تھے جو صاحبزادی ساتھ جارہی ہے اور زیادہ یہ ہوا کہ چونکہ صاحبزادی اور ان کے صاحبزدگان بھی ساتھ جارہے ہیں تو وہ داماد جس کے ساتھ دوہرا رشتہ ہے چچازاد بھی ہے اور داماد بھی ہے تو ان کو پیچھے کیونکر رکھا جاتا سو انہیں بھی بیٹا بنا کر ساتھ شامل کر لیا گیا، آیت ہی اس مفہوم کی متقاضی ہے اور حدیثِ مسلم میں ان نفوسِ قدسیہ کا ذکر بھی "ابناء ناوابناء کم" کے

تحت ہے، اور یہی معنی مراد لیے ہیں امام قرطبی نے امام آلوسی بغدادی نے اور قاضی ثناء اللہؒ پانی پتی وغیرہم نے، دیکھیے!

الجامع لأحکام القرآن ۱۵۸/۵، الرسالۃ، بیروت

ويجعل الأمير داخلا في الأبناء، وفي العرف يعد الختن ابنا من غير ريبة، ويلتزم عموم المجاز إن قلنا: إن إطلاق الابن على ابن البنت حقيقة، وإن قلنا: إنه مجاز لم يحتج إلى القول بعمومه وكان إطلاقه على الأمير وابنيه رضي الله تعالى عنهم على حد سواء في المجازية

تفسیر روح المعانی ۲۵۵/۳، الرسالۃ، بیروت

انه جاز ان يكون علي، ايضا مرادا بالأبناء كالحسن والحسين بعموم المجاز فان الختن يطلق عليه الابن عرفا

التفسیر المظہری ۶۵/۲، دار إحیاء التراث العربی، بیروت

اب خلاصہ یہ ہے کہ ان شخصیات کا ذکر آیا "ابناءنا" کے زمرہ میں یہ ان کی فضیلت کا اظہار ہے لیکن اگر مباہلہ ہوتا اور رسول اللہ ﷺ نکلتے تو اس وقت "نساءنا" کا ظہور ہوتا کہ حضور اپنے ساتھ کن مومنہ عورتوں کو لے کر جاتے؟

اسی طرح "انفسنا" کا ظہور بھی ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون سے مومنین جاتے؟

لیکن چونکہ مباہلہ ہوا ہی نہیں لہذا اس حوالہ سے کچھ نہیں کہا جاسکتا، صحیح روایات کی بناء پر ہم اپنی دانست میں مکمل دیانت داری سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں،

اور توفیق تو اللہ رب العالمین ہی کی جانب سے ہے۔

واللہ و رسولہ اعلم

احقر غلام حسین گِل نقشبندی امینی

6 جون 2021

جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد